"انجمن خاتونان اسلام" لاہور (۱۳-۱۹۰۸ء)

پیسہ اخبار کے آئینے میں

احمد سعید

برصغیر کے مسلمانوں میں سیاسی بیداری اور سماجی اصلاح کا شعور بیدار کرنے میں مختلف انجمنوں نے بہت اہم کردار ادا کیا ہے۔ ان انجمنوں کی کاوشوں کے ذریعے یکساں سوچ رکھنے والوں کو نہ صرف ایک سمت میسر آئی بلکہ انکی سوچ ایک دھارے میں ڈھلنے لگی۔ اس طرح سوچ کی یہ ہم آہنگی ان انجمنوں کی وساطت سے دوسرے لوگوں تک پھیلتی گئی۔ بیسویں صدی کے اوائل میں برصغیر کے سیاسی و معاشرتی اتار چڑھاؤ کے پس منظر میں مسلم حضرات کی مانند مسلم خواتین نے بھی انجمن سازی میں بہت دلچسپی لی [1]۔ لہذا لاہور کی چند مسلم خواتین نے ۱۹ دسمبر ۱۹۰۸ء کو "انجمن خاتونان اسلام" کے نام سے ایک انجمن لاہور کے ایک پلیڈر سید محمد شاہ کی بیٹی سعیدہ بانو [2] کے گھر "شاہ منزل" میں قائم کی۔ انجمن کے قیام کا بنیادی مقصد مسلم خواتین میں اسلامی شعور بیدار کرنا، انہیں میل جول کے مواقع فراہم کرنا تاکہ ان میں اسلامی اخوت کا جذبہ بیدار ہو اور وہ دکھ سکھ کے موقع پر ایک دوسرے کا ساتھ دے سکیں۔

اگرچہ یہ انجمن دسمبر ۱۹۰۸ء میں قائم ہوئی تھی لیکن اس کا پہلا جلسہ ۵ مارچ ۱۹۰۹ء کو بیگم میاں فضل حسین کے گھر منعقد ہوا۔ ابتداء میں انجمن کے اجلاس کے انعقاد کے لئے کوئی خاص جگہ متعین نہیں تھی بلکہ یہ اجلاس ہر انگریزی ماہ کے پہلے جمعہ کو کسی ایک خاتون کے گھر منعقد ہوا کرتے تھے۔ انجمن کا پہلا جلسہ لیڈی فضل حسین کے گھر ایک بجے شروع ہوا۔ تمام خواتین نے پہلے نماز جمعہ ادا کی۔ نماز کے بعد تہذیب نسواں کی ایڈیٹر محمدی بیگم کے ایصال ثواب کی غرض سے دو نفل پڑھے گئے۔ بیگم منشی محبوب عالم، ایڈیٹر پیسہ اخبار نے سورۃ یسین کی تلاوت کی۔ انجمن کی

سیکرٹری نے پارہ الم سے ایک پاؤ کے قریب تلاوت کی جس کا ایک خاتون ساتھ ساتھ ترجمہ کرتی جاتی تھیں [۳]۔

اگلے ماہ دوبارہ انجمن کا جلسہ ۹ اپریل ۱۹۰۹ء کو لیڈی فضل حسین کے گھر لیڈی میاں محمد شفیع کی زیر صدارت منعقد ہوا۔ نماز جمعہ سے قبل لیڈی شفیع نے انجمن کی سیکرٹریان کے کام کو سراہتے ہوئے جلسہ میں موجود دیگر خواتین کو انکے کاموں میں انکی امداد کرنے کو کہا۔ بیگم محمد یعقوب نے عربی زبان میں خطبہ پڑھا اور تمام خواتین نے نماز جمعہ ادا کی۔

نماز کے بعد بیگم منشی محبوب عالم نے قرآن مجید کی سورۃ تبارک تلاوت کی جبکہ انجمن کی سیکرٹری نے اس کا ترجمہ پڑھ کر سنایا۔ بیگم محمد یعقوب نے الحمدللہ کی تفسیر سنائی۔ بنت محبوب عالم نے تاریخ اسلام میں سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سوانح پر ایک مضمون پڑھا۔ مس محمد شفیع (جہاں آرا) نے ایک نعت خوش الحانی سے پڑھی۔ بعد ازاں تہذیب نسواں کی ایڈیٹر اور وکٹوریہ گرلز سکول کی ایک معلمہ دونوں نے مل کر ایک نعت پڑھی [۴]۔

ماہ جون کا اجلاس ۴ جون ۱۹۰۹ء کو لیڈی شفیع کے گھر منعقد ہوا۔ حسب معمول نماز جمعہ کی ادائیگی کے بعد بیگم مولوی محبوب عالم نے قرآن مجید کا کچھ حصہ تلاوت کیا۔ اسکے بعد "ایس بی" بنت سید محمد شاہ نے اس کا ترجمہ سنایا۔ "ایف بی" بنت محبوب عالم نے تاریخ اسلام پر ایک مضمون پڑھا بنت محمد شاہ نے بھی ایک مضمون پڑھ کر سنایا۔ اسکے بعد مس محمد شفیع اور بیگم عبدالحمید نے ملکر ایک نعت پڑھی۔ جلسہ میں "ایف بی" نے غریب محتاجوں کو گرم کپڑے مہیا کرنے کی غرض سے چندہ کرنے کی تجویز پیش کی چنانچہ اس کی تحریک پر اسی وقت پانچ روپے چھ آنے جمع ہو گئے [۵]۔

اگلے ماہ کے جلسہ کے لئے بیگم منشی محبوب عالم کا گھر منتخب کیا گیا۔ یہ جلسہ ۲ جولائی ۱۹۰۹ء کو منعقد ہوا تھا۔ اس جلسہ میں پہلی مرتبہ غیر معمولی طور پر بہت زیادہ رونق دیکھنے میں آئی۔ نماز جمعہ کے بعد بیگم میاں نظام الدین کو جلسہ کی صدارت سونپی گئی۔ بیگم محبوب عالم نے حسب معمول قرآن مجید کے کچھ حصے کی تلاوت کی۔ انجمن کی سیکرٹری نے گذشتہ اجلاس کی رپورٹ پیش کی۔ "ایف بی" (جائنٹ سیکرٹری) نے تاریخ اسلام پر اپنے مضمون کی باقی قسط پڑھی۔ بنت محمد شاہ نے

عبادت کے موضوع پر مضمون پڑھا۔

۶ اگست ۱۹۰۹ء کا ماہواری جلسہ اخبار وطن (لاہور) کے ایڈیٹر مولوی انشاء اللہ خان کے گھر واقع چونا منڈی منعقد ہوا۔ اس جلسہ کی صدارت بیگم سردار محمد عمر نے کی۔ گذشتہ روایات پر عمل کرتے ہوئے نماز جمعہ کی ادائیگی کے بعد بیگم منشی محبوب عالم نے قرآن مجید کا کچھ حصہ تلاوت کیا اور بنت محبوب عالم نے تلاوت شدہ حصے کا ترجمہ سنایا۔ بنت نذر الباقر نے اجتماعی دعا مانگی اور "ایف بی" نے تاریخ اسلام پر اپنے مضمون کا بقیہ حصہ پڑھا[۶]۔

"انجمن خاتونان اسلام" کے یہ ماہواری جلسے باقاعدگی کے ساتھ منعقد ہوا کرتے تھے۔ روزنامہ پیسہ اخبار میں شائع شدہ ایک رپورٹ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ جلسے کم از کم ۱۱ مئی ۱۹۱۱ء تک تو باقاعدگی کے ساتھ ہر ماہ ہوتے رہے۔ اگست ۱۹۰۹ء اور مئی ۱۹۱۱ء کے درمیانی عرصہ میں منعقدہ جلسوں کے متعلق معلومات حاصل نہ ہو سکیں۔

انجمن کے ان جلسوں پر ایک نظر ڈالنے سے ایک دلچسپ بات یہ نظر آتی ہے کہ اس دور کی مسلم خواتین اپنے ناموں تک کو مخفی رکھنے کا اہتمام کیا کرتی تھیں اور عام طور پر اپنے لئے "بنت" یا "اہلیہ" کے الفاظ استعمال کرتی تھیں مثلاً" بنت سید محمد شاہ، بنت محبوب عالم اور بنت نذر الباقر" وغیرہ۔ اسی طرح اپنے اصل ناموں کے مخفف استعمال کر کے ناموں کو مخفی رکھتی تھیں جیسا کہ "ایف بی" (فاطمہ بیگم) اور "ایس بی" (سعیدہ بانو)۔

انجمن کے ماہواری اجلاس جن خواتین کے گھر منعقد ہوتے تھے وہ جلسوں میں شرکت کرنے والی خواتین کی خاطر تواضع بھی کیا کرتی تھیں مثلاً مارچ اپریل ۱۹۰۹ء کو جو جلسے لیڈی فضل حسین کے گھر منعقد ہوئے ان میں لیڈی صاحبہ نے "لیمونڈ" وغیرہ کا بھی انتظام کر رکھا تھا[۷]۔ اسی طرح لیڈی شفیع نے بھی اپنے گھر پر مہمانوں کی "پر تکلف ماکولات و مشروبات" سے تواضع کی تھی[۸]۔

انجمن خاتونان اسلام کے عہدے داروں میں صدر، دو نائب صدر، سیکرٹری اور جائنٹ سیکرٹری ہوا کرتی تھیں۔ لیڈی شفیع کو انجمن کا مستقل صدر مقرر کیا گیا تھا جبکہ نائب صدارت لیڈی فضل حسین کو سونپی گئی تھی۔ نومبر ۱۹۰۷ء کو لیڈی فضل حسین کے ساتھ بیگم محمد یعقوب کو

بھی نائب صدر مقرر کیا گیا تھا۔ انجمن کی سیکرٹری کے فرائض "ایس بی" بنت محمد شاہ ادا کرتی تھی اور جائنٹ سیکرٹری کی ذمہ داری "ایف بی" بنت محبوب عالم کو سونپی گئی تھی۔ ۱۹۰۹ء میں دس معزز خواتین پر مشتمل انجمن کی ایک منتظمہ کمیٹی بھی قائم کی گئی۔

ابتداء میں انجمن اپنے اراکین سے کسی قسم کا کوئی چندہ نہیں لیا کرتی تھی۔ کم از کم مارچ ۱۹۰۹ء تک تو یہی صورت حال تھی۔ ۱۶ اگست ۱۹۰۹ء کو انجمن کے ایک جلسہ میں بیگم محمد یعقوب نے یہ تجویز پیش کی کہ انجمن کا کچھ نہ کچھ ماہوار چندہ ہونا چاہیئے کیونکہ اب انجمن کی سرگرمیوں کا دائرہ وسیع ہو رہا ہے اس لئے تھوڑی بہت رقم دینا کسی پر بھی گراں نہیں گزرے گا[9]۔ صدر اور دیگر حاضرات نے اس تجویز کی تائید کی۔ اس سلسلے میں ایک قرارداد کی منظوری کے بعد بیگم محمد یعقوب نے خود پانچ روپے ماہوار چندہ دینے کا اعلان کیا۔ انکی تقلید کرتے ہوئے کئی اور خواتین نے بھی ایک روپیہ، آٹھ آنے اور چار آنے چندہ میں دینے کا وعدہ کیا۔ تجویز یہ ہوا کہ انجمن کا ماہوار چندہ چار آنے ہوا کرے گا۔

چونکہ ہر ماہ انجمن کا جلسہ مختلف گھروں میں منعقد ہوا کرتا تھا اس لئے خواتین کو ہر مرتبہ ایک نئے مکان پر جانا پڑتا تھا۔ جلسہ کے مقام کی اس تبدیلی کے سبب چند مشکلات پیدا ہونے لگیں چند خواتین یہ عذر پیش کرنے لگیں کہ "ہم جلسہ میں شریک ہونے کو تو تیار ہیں لیکن فلاں کے گھر جانے کو تیار نہیں"۔ اس کی کئی ایک وجوہات ہو سکتی تھیں۔ ان میں ایک وجہ مکانات کی دوری بھی ہو سکتی تھی۔ اس بات کو ایک مثال سے سمجھنا آسان ہوگا۔ ۱۹۱۰ء میں لاہور میں پنجاب مسلم کلب کے نام سے ایک انجمن مزنگ روڈ پر قائم کی گئی جسے ۱۹۱۱ء میں وہاں سے میکلوڈ روڈ منتقل کر دیا گیا۔ انجمن کے دفتر کی اس منتقلی پر بہت سے لوگوں نے یہ اعتراض کیا کہ یہ جگہ شہر اور انارکلی سے بہت دور ہے لہذا ہمارا آنا ممکن نہیں"۔ ایک وجہ سواری کا نہ ملنا بھی ہو سکتا ہے اور پھر شاید غریب مسلم خواتین میں موجود "احساس کمتری" انہیں امیر گھرانوں کی خواتین سے ملنے ملانے میں رکاوٹ کا سبب بنتا ہو۔

اس پیدا شدہ مشکل کو دور کرنے کے لئے انجمن خاتونان اسلام کی سیکرٹری بنت محمد شاہ نے

انجمن کے چھٹے اجلاس (منعقدہ ۹ جولائی ۱۹۰۹ء) میں انجمن کے لئے ایک مستقل عمارت تعمیر کرنے کی تجویز پیش کی سے یہاں یہ امر دلچسپی سے خالی نہیں کہ بنت نذر الباقر نے جو کہ اپنے والد کی ملازمت کے سبب کوہاٹ میں رہائش پذیر تھی اور ابھی اس انجمن کی باقاعدہ ممبر بھی نہیں تھی ۲۶ اگست ۱۹۰۹ء کو روزنامہ پیسہ اخبار (لاہور) میں ایک خط میں یہ دعوی کیا کہ مسلم خواتین کے لئے ایک ہال بنانے کی تجویز پہلے پہل اسی نے پیش کی تھی۔ اس نے اپنے خط میں لکھا کہ

> "انجمن خاتونان ہمدرد" نے سب سے بڑا کام محمدی بیگم مرحومہ بانی انجمن کا یادگاری فنڈ کھول کر کیا ہے اور اچھی خاصی رقم جمع کرلی ہے۔ اسوقت یادگار کے لئے کئی ایک تجاویز سامنے ہیں مثلاً شفاخانہ میں بستر مہیا کرنا، وظائف تقسیم کرنا اور ہال تعمیر کرنا۔ ہال بنانے کی تجویز کو سب نے پسند کیا ہے۔ اگر خاتونان ہمدرد ہال بنانے پر آمادہ ہوں تو ہم بھی انہیں رقم دیدیں گی۔ ہال کے نام کے بارے میں بنت نذر الباقر نے لکھا کہ یہ کوئی مسئلہ نہیں۔ کچھ خواتین محمدی بیگم میموریل ہال رکھنا پسند کریں گی۔ جبکہ بعض محمڈن لیڈیز ہال۔ میرا خیال ہے کہ دوسری روشن خیال بہنیں جیسے بنت محبوب عالم اور بنت محمد شاہ بھی یہی نام پسند کریں گی۔ [۱۲]

انجمن خاتونان اسلام نے ہال بنانے کی تجویز منظور کرلی اور اسکی تعمیر کے لئے چندہ جمع کرنے کا کام شروع ہوا۔ اس سلسلے میں ۱۶ اگست ۱۹۰۹ء کو انجمن کا ایک جلسہ عام منعقد ہوا جس میں ۵۴۸ روپے دینے کے وعدے کئے گئے۔ اہلیہ سید محمد شاہ (پلیڈر لاہور) نے ۵۰ روپے، لیڈی خان بہادر میاں محمد شفیع ۵۰ روپے، اہلیہ میاں علم دین (رئیس باغبانپورہ لاہور) ایک سو روپے، لیڈی فضل حسین بیس روپے، اہلیہ منشی محبوب عالم بیس روپے، اہلیہ سردار محمد عمر بیس روپے، اہلیہ مولوی انشاء اللہ خان (ایڈیٹر وطن لاہور) پچاس روپے، والدہ میاں شاہ نواز (بیرسٹر) پچیس روپے، جائنٹ سیکرٹری انجمن ایک سو روپے، اہلیہ میاں فضل الہیٰ (باغبانپورہ) دس روپے، معلمہ وکٹوریہ گرلز سکول لاہور دو روپے اور والدہ عبدالحکیم نے ایک روپیہ چندہ میں دینے کا اعلان کیا۔ اس موقع پر پچیس روپے نقد چندہ بھی جمع ہوا۔ [۱۳]

۲۶ نومبر ۱۹۰۹ء کو انجمن کی صدر لیڈی شفیع کے گھر مجلس منتظمہ کا اجلاس منعقد ہوا جس میں

انجمن کے لئے ایک مستقل ہال بنانے کی تجویز منظور کی گئی۔ اجلاس میں یہ بھی طے کیا گیا کہ اس ہال کا نام "محمڈن لیڈیز ہال" ہوگا اور جو خاتون ہال کی تعمیر کے لئے پانچ سو روپے دے گی اسکے نام کی تختی ہال میں لگوائی جائے گی۔

ہال کی تعمیر کے بعد وہاں مسلم خواتین کے لئے ایک لائبریری قائم کرنے کا بھی فیصلہ ہوا۔ اس تجویز سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس گئے گذرے دور میں بھی مسلم معاشرے میں علم اور لائبریری کو تھوڑی بہت اہمیت ضرور حاصل تھی۔

۶ اگست کے مذکورہ بالا جلسہ کی کارروائی کا حال بنت محبوب عالم نے روزنامہ پیسہ اخبار میں شائع کروایا تو اس میں لکھا کہ "مستورات کے جلسوں کے لئے ایک خانہ خدا کی ضرورت ہے" اور ساتھ ہی آخر میں لکھا کہ تمام بھائی بہنیں ہمارا حوصلہ بڑھائیں تاکہ زنانہ مسجد کے بننے میں تعجیل سے کام لیا جاسکے"۔

بنت محبوب عالم کی اس تحریر سے یہ غلط فہمی پیدا ہو گئی کہ شاید خواتین اپنے لیے ایک علیحدہ مسجد بنانے کی فکر میں ہیں۔ چنانچہ انارکلی بازار لاہور کے عبدالحمید چشتی نے اس بارے میں اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے ایک خط میں لکھا کہ۔

> اس پرچہ میں ایک تجویز مسلمان عورتوں کی ایک علیحدہ مسجد بنانے کی بھی ہے۔ مسجد کا بنانا عین ثواب اور اس کا روکنا گناہ کبیرہ ہے مگر میں اس گناہ میں شامل ہونا ضروری خیال کرتا ہوں کیونکہ گناہ اور ثواب دینے والا نیتوں سے خوب واقف ہے۔ سب سے پہلا سوال یہ ہے کہ اگر مسجد علیحدہ بنائی جائے تو وہاں امامت کرانے کے لئے مولوی صاحب کون ہونگے۔ وہ نابینا ہونگے یا انکو برقع پہنایا جائے گا یا سب مستورات برقع پہن کر نماز پڑھیں گی جہاں تک مجھے معلوم ہے کہ عورت کے امام بننے میں اکثر اختلاف موجود ہے۔ اسکے علاوہ بھی اور بہت سی دقتوں اور دشواریوں کا سامنا ہوگا۔ جب لفظ مسجد آگیا تو الوقف لا یملک یعنی وہ کسی کی ملکیت نہ ہوگی اور کسی کو مجاز نہ ہوگا کہ اسے سات دن بند رکھے اور جمعہ ہی کو کھولے کیونکہ یہ ناممکن ہے کہ پردہ دار خواتین روزانہ مسجد میں نماز پڑھنے آسکیں۔ جب عام عورتوں کے لئے یہ مسجد ہوگی تو شہر کی تمام عورتوں کے لئے اس کا دروازہ کھلا رہے گا قانوناً

اور مذہباً کسی کو اختیار نہیں۔۔ کہ وہ کسی بھی مرد کو خانہ خدا میں آنے سے روکے۔ [14]

عبدالحمید چشتی نے انجمن اسلامیہ پنجاب کو یہ مشورہ دیا کہ وہ خواتین کے لئے بادشاہی مسجد میں نماز کی ادائیگی کا انتظام کرے کیونکہ "یہ مسجد صرف مردوں کے لئے ہی نہیں بنائی گئی اور نہ ہی انجمن اسلامیہ پر صرف مردوں کا حق ہے بلکہ مرد اور عورت کا مساوی حصہ ہے۔ اس سلسلے میں چشتی نے یہ تجویز پیش کی کہ "شاہی مسجد کے جنوب مغرب کی طرف ایک دروازہ صرف عورتوں کے آنے جانے کے لئے نکلوا دیا جائے اور اسکے ساتھ سڑک کا راستہ جوڑ دیا جائے اور اس دروازہ کے باہر ایک بڑی ڈیوڑھی بنا دی جائے تاکہ گاڑیاں اور ڈولیاں آسانی سے اندر آسکیں اور خواتین پورے پردے کے ساتھ مسجد میں جاسکیں"۔

انجمن خاتونان اسلام کے اغراض و مقاصد کے بارے میں اظہار خیال کرتے ہوئے چشتی نے اپنے خط میں لکھا

> کہ لاہور میں اس انجمن کو بنانے سے بیشتر غرض یہ تھی کہ شریف بیبیاں ایک جگہ جمع ہوں، ملیں جلیں، ان میں محبت و الفت پیدا ہو، ایک دوسرے کی خوشی اور غم میں شریک ہو سکیں میل جول اور تبادلہ خیالات سے واقفیت بڑھے، ملنے جلنے کا سلیقہ آئے، اصل میں جو جمع ہونے کا طریقہ اختیار کیا گیا ہے وہ سب سے احسن تھا کہ ایک بی بی سب کو مدعو کرے اور سب اس کے گھر جمع ہوں اور ضروری بات چیت اور تقریریں ہوں مگر اس میں ایک نقص یہ ہے کہ لاہور شہر کے مکانات ایسے ہیں کہ اچھے اچھے مکانوں میں چار مہمان آسائش سے نہیں بیٹھ سکتے۔ دوم غریب مسلمانوں میں ہر کسی کو مقدور نہیں کہ اتنے کثیر مہمانوں کی اچھی طرح تواضع کر سکیں۔

اس لئے انجمن کو شہر سے باہر کی اچھی جگہ پر زمین خرید کر ایک نہایت "عمدہ پردہ دار مکان" بنانے کا مشورہ دیا۔ چشتی نے مشورہ دیا کہ اس مکان کے ایک کمرہ میں لائبریری اور جس قدر عمدہ کتابیں عورتوں سے متعلق مل سکیں اور مہذب قومی اخبار و رسائل موجود ہوں۔ ایک لائق تنخواہ دار عورت وہاں موجود رہے جو لائبریری کی صفائی، خورد و نوش سے متعلق انتظام اور دیگر کام کر سکے۔ ہر ماہ یا پندرہ روز بعد جمعہ کے دن جلسہ ہوا کرے [15]۔

عبدالحمید چشتی کے مندرجہ بالا طویل خط سے اس دور کے مسلم معاشرہ کے تین اہم پہلو سامنے آتے ہیں۔ اول اس دور میں مسلم خواتین پردے کا بہت اہتمام کیا کرتی تھیں اور ان میں ڈولیوں کا استعمال عام تھا۔ ان خواتین نے پردے کو ترقی کے راستے میں کبھی حائل نہیں سمجھا۔ اس سلسلے میں بیگم مولانا محمد علی کی مثال پیش کی جا سکتی ہے جنہوں نے آل انڈیا مسلم لیگ کی ورکنگ کمیٹی کا ممبر ہونے کے باوجود پردہ ترک نہیں کیا۔ دوم اس دور میں مسلمان مکانات تعمیر کرتے وقت اس کے باپردہ ہونے کا خصوصی انتظام کرتے تھے۔ سوم اس وقت عام مسلمانوں میں افلاس و تنگی کا یہ عالم تھا کہ انکے گھروں میں تین چار مہمانوں کو آسانی سے ٹھہرانا بھی مشکل ہوتا تھا اور انکے مکانات آجکل کے دس دس کنال کے رقبہ کے برعکس چھوٹے رقبے پر تعمیر کیے جاتے تھے۔

انجمن کی جائنٹ سیکرٹری بنت محبوب عالم نے عبدالحمید چشتی کے خط میں موجود غلط فہمی کو دور کرنے کے لئے ایک جوابی خط لکھا کہ وہ عورتوں کی علیحدہ مسجد بنانے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتی بلکہ بنت سید نذر الباقر کی تجویز پر ایک ہال بنانا طے پایا ہے جو مسجد کا کام بھی دے گا۔ اس نے اس بات سے اتفاق کیا کہ عورت کی امامت جائز نہیں اور یہ کبھی نہیں ہو سکتا کہ پردہ دار معزز خواتین کو مرد نماز پڑھائے۔ اب تک ہم نے چھ سات مرتبہ جلسہ کیا ہے خود ہی سب بہنیں نماز ادا کر لیتی ہیں۔

مسلم خواتین کے لئے ایک ہال کی ضرورت پر زور دیتے ہوئے بنت محبوب عالم نے لکھا کہ

> پنجاب کے پایہ تخت لاہور میں جہاں آئے دن عورتوں کی پارٹیاں اور جلسے ہوتے رہتے ہیں ایک ایسے مکان کی سخت ضرورت ہے کیونکہ پرائیویٹ گھروں میں بعض ممبران جانا پسند نہیں کرتیں۔ ایسے ہال میں آنے سے کسی کو اعتراض نہ ہوگا۔ سب بلا روک ٹوک آسکیں گی بلکہ وہ غریب بہنیں جنہیں جگہ کی قلت کے سبب مدعو نہیں کیا جاتا بڑی خوشی سے آسکیں گی۔

بنت محبوب عالم نے برکت علی محمڈن ہال کی طرز پر ایک عمارت بنانے کا مصمم ارادہ ظاہر کرتے ہوئے کہا کہ

> اس عمارت پر تخمینہ خرچ پانچ چھ ہزار روپے کیا گیا ہے۔ ہم اپنے بھائیوں سے چندہ کی اپیل نہیں کرتے، ہم تو اپنی خواہران وطن کے آگے دست سوال دراز کرتی ہیں۔ بھائیوں کو اپنے مردانہ چندوں سے اتنی فرصت کہاں کہ وہ ہم کو چندہ دے سکیں۔ اگر کوئی بھائی خوشی سے

اس کام میں بہنوں کی مدد کرنا چاہتا ہے تو ہماری دعاؤں کے علاوہ اسے خدا اس نیک کام کا اجر دے گا۔ کمائی تو بھائیوں کی ہی خرچ ہوگی لیکن اگر انہوں نے بہنوں کے توسط سے کام کیا تو ہمارے دلوں کو حوصلہ اور حقیقی خوشی حاصل ہوگی[۱۶]۔

لائبریری سے متعلق تجویز کے بارے میں "ایف بی" نے لکھا کہ

یہ تجویز ایک مدت سے ہمارے دلوں میں موجزن ہے مگر کوئی کام پیسے کے بغیر نہیں ہو سکتا۔ لائبریری کے قیام کی تجویز انجمن کے پہلے جلسہ جو شاہ منزل میں منعقد ہوا پاس ہو چکی ہے اور دو ایک معزز بہنوں نے کتابیں دینے کا وعدہ بھی کیا ہے۔

اپنے خط کے آخر میں اس نے لکھا کہ

ہم عورتیں ناقصات العقل ہیں اور ہمارے بھائی جو مشورہ دیں گے اگر وہ عمل کے قابل ہوا تو ہم اس پر عمل بھی کریں گی۔ محمڈن لیڈیز ہال کا نام ابھی طے نہیں ہوا، وہ بھی بہنوں کی رائے سے مقرر کیا جائے گا۔[۱۷]

بنت محبوب عالم کا خط شائع ہوتے ہی بٹالہ کی ایک خاتون بیگم خواجہ علی احمد انصاری نے پیسہ اخبار میں ایک گرما گرم خط لکھا۔ اس نے بنت محبوب عالم کے "ناقصات العقل" لکھنے پر کڑی نکتہ چینی کرتے ہوئے لکھا۔

میرا جی ایسا لکھنے پر ایسا کڑھا۔ خدا نہ کرے ہم "ناقصات العقل" ہونے لگیں۔ خدا تعالیٰ نے ہم کو قرآن میں ایسا نہیں فرمایا بلکہ اسکے خلاف فرمایا ہے کہ ہم نے انسان کو سب سے اچھی ترتیب، سب سے اچھے اسلوب سب سے اچھی درستی میں پیدا فرمایا ہے۔ انسان کا لفظ فرمایا ہے نہ کہ رجل (مرد) کا۔ صاف ظاہر ہے کہ جس کامل دست قدرت نے مرد کو پیدا کیا اسی نے عورت کو پیدا کیا ہے ورنہ خدا کی قدرت میں نقصان لازم آئے گا۔ توبہ توبہ۔ عورتوں نے بڑے بڑے کام کیے ہیں۔ ملکہ معظمہ وکٹوریہ عورت ہی تھیں ہند اور برطانیہ پر ساٹھ سال کیسی حکومت کی۔ حضور عالیہ بیگم بھوپال دام اقبالہا کیسی لیاقت اور عقلمندی سے حکومت کر رہی ہیں۔ بھلا کیا ناقصات العقل حکومت کر سکتی ہیں۔ خدا نے مردوں کی طرح ہم کو بھی معزز بنایا ہے۔ اس آیت سے روشن ہے کہ پیدائشی میں مرد اور عورت دونوں برابر ہیں کیونکہ خدا تعالیٰ کی صفت خلق کامل ہے۔ بہنو، ہمارا پہلا فرض ہے کہ اپنے

افعال و حرکات، برتاؤ، قدرتی صفات، اخلاق، تعلیم سے اپنوں کو مردوں کی نظروں میں معزز بنائیں اور مردوں کی نگاہوں میں اپنی وقعت اور رعب قائم کریں"[۱۸]۔

بیگم خواجہ علی احمد کا یہ خط اس حقیقت کی عکاسی کر رہا ہے کہ اس دور کی مسلم خواتین اپنے حقوق کے متعلق کس قدر حساس تھیں۔ دوم قرآن مجید ان کے زیر مطالعہ رہتا تھا اور وہ قرآنی آیات کی توجیہہ و تشریح کر کے اپنے موقف کو درست ثابت کرنے کی سعی کرتی تھیں۔

تقریباً چار سال بعد "انجمن خاتونانِ اسلام" مجوزہ ہال کی تعمیر کے سلسلے میں کامیاب ہوئی۔ مارچ ۱۹۱۳ء میں جب ریاست بھوپال کی حکمران لاہور تشریف لائیں تو انہوں نے ۱۰ مارچ ۱۹۱۳ء کو دن کے بارہ بجے اسلامیہ کالج لاہور کے سامنے برانڈرتھ روڈ پر انجمن کے ہال کا سنگ بنیاد رکھنے کی رسم ادا کی[۱۹]۔ اس موقع پر انجمن کی سیکرٹری بنت سید محمد شاہ نے علیا حضرت ہر ہائینس بیگم صاحبہ بھوپال کو ایک ایڈریس پیش کیا جس میں انجمن کے اغراض و مقاصد کے تذکرہ کے بعد یہ امید ظاہر کی گئی کہ ہال کی تعمیر کے بعد انجمن کے ہفتہ وار جلسوں کے انعقاد کا حلقہ زیادہ وسیع ہو جائے گا۔

بیگم بھوپال نے اپنے جوابی ایڈریس میں جسے روزنامہ زمیندار نے "علیا حضرت بھوپال کا نطق گوہر بار" کے زیر عنوان شائع کیا خواتین پنجاب کی سماجی سرگرمیوں کی بھرپور تعریف کرتے ہوئے کہا کہ

> بلاشبہ یہ بڑے فخر کا موقع ہے کہ جس طرح مردوں کی ترقی و اصلاح میں پنجاب نے نمایاں جگہ حاصل کی ہے اسی طرح عورتوں کی تعلیم و اصلاح اور ترقی میں بھی اس کا قدم دوسرے صوبوں سے بڑھا ہوا ہے جس کے ثبوت میں متعدد مدارس نسواں اور اس مفید انجمن کا وجود کافی ہے[۲۰]۔

آپ نے تعلیم نسواں پر زور دیتے ہوئے کہا

> یہ مانا ہوا اصول ہے کہ عورتیں قوموں کے جسم میں مثل روح ہوتی ہیں اور انکی ترقی و تنزل میں عورتوں کی تعلیم و جہالت کا بڑا حصہ ہوتا ہے۔ کوئی قوم دنیا میں متمدن اور کامیاب نہیں ہو سکتی جب تک کہ اس قوم کی عورتوں میں تعلیم و تہذیب نہ ہو۔ مسلمانوں کے عروج تمدن کی تاریخ میں کوئی کمال ایسا نظر نہیں آتا جس میں عورتوں نے حصہ نہ لیا ہو

لیکن بد قسمتی سے مسلمانوں نے اس اصول کو اتنے عرصہ دراز تک متروک رکھا اور تاریخ کو اس درجہ فراموش کر دیا کہ اب اس اصول کا اختیار کرنا اور تاریخ کا دہرانا سخت مشکل ہو گیا ہے۔ تاہم تلافی مافات کے لئے ابھی وقت باقی ہے۔ قریباً ہر جگہ اور ہر طبقہ میں تعلیم نسواں کی ضرورت محسوس ہونے لگی ہے۔ خود عورتوں میں تعلیمی رجحان تیزی کے ساتھ پیدا ہو چلا ہے لیکن ابھی ترقی کی رفتار انتہائی سست ہے۔ [۲۱]

بیگم صاحبہ بھوپال نے قرآن مجید کا ترجمہ پڑھنے اور پڑھانے کی کوشش کو نہایت مبارک کوشش قرار دیا۔ انہوں نے انجمن کے اغراض و مقاصد میں تھوڑی سی ترمیم کرنے کی تجویز پیش کی کہ غریب عورتوں کی امداد کا مستقل سلسلہ قائم ہونا چاہیے۔ آپ نے بے پردہ خواتین کے لئے نرسنگ، دایہ اور سینٹ جانز ایمبولینس کی تعلیم کو وقت کی سب سے بڑی ضرورت قرار دیا۔

انجمن خاتونان اسلام نے ماہواری جلسوں کے علاوہ خوشی کے مختلف موقعوں پر دعوت کا اہتمام کرنے کی روایت ڈالی۔ ۱۹۲۰ء میں خان بہادر میاں محمد شفیع پنجاب لیجسلیٹو کونسل کے ممبر منتخب ہوئے۔ اس موقع پر انجمن کی طرف سے اس کی صدر لیڈی شفیع کو ۲۱ فروری کو ایک "پردہ پارٹی" دی گئی۔ لاہور کی اکثر معزز خواتین کے علاوہ بعض یورپین اور ہندو خواتین نے بھی اس پارٹی میں شرکت کی۔ سیکرٹری نے اس موقع پر لیڈی شفیع کو سچے گوٹے کا ہار پہنایا اور باقی سب خواتین کو پھولوں کے ہار پہنائے۔ لیڈی شفیع کو ایک ایڈریس بھی پیش کیا گیا جس میں انہیں ان کے شوہر کو پنجاب کونسل کا رکن منتخب ہونے پر مبارکباد پیش کی گئی۔ ایڈریس میں اللہ تعالیٰ سے دعا کی گئی کہ وہ دونوں میاں بیوی کے قومی ہمدردیوں میں یکساں حصہ لینے پر انہیں اس کا اجر عطا فرمائے۔ لیڈی شفیع نے انجمن اور اسکے عہدے داروں کا شکریہ ادا کرتے ہوئے انجمن کی سیکرٹری کی کارکردگی کی تعریف کی کہ جو نہایت محنت سے صبح شام اس انجمن کے کاموں میں منہمک رہتی ہیں اور جن کی کوششوں سے انجمن نے اسقدر ترقی کی ہے۔ اس پارٹی کی ایک اہم بات یہ بھی تھی کہ تقاریر کے بعد مہمانوں کو تین الگ الگ میزوں پر ریفریشمنٹ کرائی گئی۔ ہندو، یورپین اور مسلمان خواتین کے لئے کھانے پینے کا الگ الگ انتظام تھا۔ [۲۲]

اسی طرح ایک اور پارٹی کا اہتمام سر محمد شفیع کی صاحبزادی جہاں آرا کی شادی کے بعد کیا گیا

یہ شادی ۱۲ اپریل ۱۹۱۱ء کو میاں شاہنواز کے ساتھ ہوئی تھی۔ انجمن نے اپنی اس سرگرم کارکن کو اسکی شادی کی خوشی میں ۵ مئی ۱۹۱۱ء کو اپنے ماہوار جلسہ کے اختتام پر ایک "پردہ پارٹی" دی۔ اس موقع پر لیڈی شفیع نے شادی کی خوشی میں انجمن کو پچاس روپے دیے اور یہ کہا کہ اس تقریب میں موجود بہنیں اگر انجمن کو ایک ایک روپیہ دیں تو میں ایک پاؤنڈ اور دونگی اس پر پندرہ سولہ روپے جمع ہو گئے۔ اس پر تکلف پارٹی کے اختتام پر لیڈی شفیع کو مبارکباد پیش کی گئی اور بیگم شاہنواز کے لیے دعا کی گئی"[۲۳]۔

وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ جب سیاسی بیداری میں اضافہ ہونے لگا تو انجمن خاتونان اسلام بھی اس سیاسی بیداری سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکی۔ ۱۹۰۹ء میں پنجاب یونیورسٹی کے وائس چانسلر سر پرتول چیڑجی نے پنجابی زبان کی حمایت شروع کر دی اور اپنے ایک خطبہ صدارت میں پنجابی کو ذریعہ تعلیم بنانے کی بات کہی۔ اس پر مسلمانان پنجاب چوکنے ہوگئے کیونکہ اس وقت اردو کے مقابلے میں ہندی کا معاملہ پہلے ہی زوروں پر تھا۔ یہ لسانی جھگڑا سیاسی شکل اختیار کر چکا تھا۔ مسلمان اپنے طور پر یہ سمجھتے تھے کہ یہ مہم محض اردو زبان کو نقصان پہنچانے کے لئے شروع کی گئی ہے۔

انجمن خاتونان اسلام سے منسلک خواتین نے اردو زبان کے تحفظ کے لئے ایک اور انجمن "انجمن بیگمات حامی اردو" قائم کی۔ اس انجمن کا بھی ہر ماہ جلسہ منعقد ہوتا تھا۔ اس انجمن کی عہدے دار خواتین تقریباً وہی تھیں جو پہلے سے انجمن خاتونان اسلام کی سرگرمیوں میں پیش پیش تھیں۔ انجمن بیگمات حامی اردو کی صدر لیڈی شفیع، نائب صدر بیگم مرزا جلال الدین احمد، سیکرٹری بنت منشی محبوب عالم، جائنٹ سیکرٹری بنت سید محمد شاہ، لیڈی فضل حسین اور بیگم محمد یعقوب اور فنانشل سیکرٹری مس محمد شفیع منتخب کی گئیں"[۲۴]۔

اس انجمن کا مقصد اردو زبان میں مستورات کے لئے مفید اور دلچسپ کتابیں تصنیف کروا کر شائع کرنا تھا۔ انجمن لاہور میں رہنے والی خواتین سے چار آنے اور بیرون لاہور سے تعلق رکھنے والی خواتین سے دو آنے ماہوار چندہ وصول کرتی تھی[۲۵]۔ جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا ہے کہ انجمن بیگمات

حامی اردو کے قیام کا سیاسی پس منظر تھا اور اسوقت پنجاب میں پنجابی کو ذریعہ تعلیم بنانے کی کوششیں ہو رہی تھیں اس لیئے انجمن نے اپنی ممبران سے یہ وعدے لیئے کہ وہ اردو زبان میں گفتگو کیا کریں گی[۲۶]۔ قابل ذکر بات یہ ہے کہ ان دونوں انجمنوں سے متعلق خواتین کا تعلق پنجابی زبان بولنے والے گھرانوں سے تھا۔

۱۹۱۱ء میں خلافت کے مرکز ترکیہ پر مصائب کا سلسلہ پہلے جنگ طرابلس اور پھر بلقانی جنگوں کی شکل میں ظاہر ہوا۔ ان واقعات نے ہندوستانی مسلمانوں کے ہر طبقہ کو متاثر کیا۔ پنجاب کی مسلم خواتین نے بھی ان واقعات کا گہرا اثر قبول کیا۔ انجمن خاتونان اسلام سے منسلک تمام خواتین نے ہلال احمر کی زنانہ شاخیں قائم کیں اور مختلف جلسوں کے انعقاد کا اہتمام کیا جس میں اپنے ترک بھائیوں کے لیئے چندہ جمع کیا جاتا تھا۔ اس سلسلے میں ایک جلسہ ۶ نومبر ۱۹۱۲ء کو برکت علی محمدن ہال لاہور میں لیڈی شفیع کی زیر صدارت منعقد ہوا۔ اس جلسے کی ایک نمایاں بات پردے کا خصوصی اہتمام تھا۔ انجمن اسلامیہ پنجاب کے سیکرٹری خان بشیر علی خان نے اپنے چند آدمی مقرر کیئے۔ جب بھی کوئی گاڑی آتی تو وہ دونوں طرف پردہ لگا کر کھڑے ہو جاتے۔ تقریباً پانچ چھ سو خواتین نے اس جلسے میں شرکت کی۔ جلسے کا آغاز بنت محبوب عالم کی تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ بنت شاہ دین نے ایک قرار داد پیش کی جس میں کہا گیا کہ لاہور کی مسلمان مستورات کا یہ جلسہ نہایت خضوع و خشوع سے جناب باری تعالیٰ کے حضور اپنے ترک بھائیوں کی فتح و نصرت کے لیئے جن پر دشمنوں نے پیش دستی کی تھی دست بدعا ہے۔ جلسہ کی سیکرٹری بنت محمد شاہ نے ایک مختصر تقریر میں قرارداد کی تائید کرتے ہوئے کہا کہ مسلم خواتین کو چاہیے کہ وہ ہر نماز کے بعد ترکوں کی کامیابی کی دعا کریں۔ لیڈی شفیع نے ایک اور قرارداد پیش کرتے ہوئے ہندوستان بھر کی تمام مسلم خواتین سے جنگ بلقان کے ترک زخمیوں اور شہدا کے لیئے چندہ جمع کرنے کی اپیل کی۔ انہوں نے کہا کہ چونکہ تمام بیبیاں گھروں کے سیاہ و سفید کی مالک ہوتی ہیں اسلیئے کفایت شعاری اور عقلمندی سے جہاں تک ہو سکے بچا بچا کر چندہ دیں بیگم شیخ محمد یعقوب نے ایک قرارداد پیش کرتے ہوئے کہا کہ اس مرتبہ عید الضحیٰ کے موقع پر جو کہ دو ہفتہ بعد آنے والی ہے کسی مسلمان کے گھر میں خوشی نہیں منائی جائی

چاہیے ۔ انہوں نے عیدی اور قربانی کی رقم سب چندہ میں دینے کی اپیل کی ۔ بنت محمد شاہ نے قرارداد کی حمایت کرتے ہوئے کہا کہ اگر کسی کے گھر میں ایک موت ہو جائے تو لوگ سال بھر تک خوشی نہیں کرتے جبکہ ہمارے ہزاروں بھائی اسلام کے نام پر سر کٹا رہے ہیں تو ہم کو قربانیوں کی کیا ضرورت ہے ۔ مرد حضرات تو دھڑا دھڑ علاوہ ہزاروں روپے چندہ کے ڈاکٹروں اور نرسوں سے بھرے ہوئے ہسپتال مدد کے لئے بھیج رہے ہیں مگر ہم پردہ دار بے بس خواتین تو وہاں نہیں جا سکتیں مگر فیاضی کے سیلاب بہا کر ہم اپنے شوہروں کے حوصلے بڑھا سکتی ہیں ۔

بنت محبوب عالم نے بہنوں کو مشورہ دیا کہ وہ اس موقع پر تمام اخراجات میں کمی کریں ۔ سردیوں میں گرم کپڑے اور نئے مخملی پارچہ جات نہ بنوائیں ۔ پرانے کپڑوں ہی سے گذارا کریں ۔ اس نے اس موقع پر گوشت، دودھ، پھل اور دوسری تمام لذیذ چیزوں کا استعمال ترک کرنے کا بھی مشورہ دیا ۔

جلسہ کی صدر لیڈی شفیع نے کہا کہ

> بعض لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ ترکوں کو چندہ دینا گورنمنٹ کی مرضی کے خلاف ہے مگر ہماری گورنمنٹ بہت مہربان ہے چنانچہ حضور وائسرائے لارڈ ہارڈنگ نے ایک ہزار روپے کی معقول رقم دے کر نہ صرف مسلمانوں کے دلوں کو مشکور کیا ہے بلکہ اس بات کی ترغیب دلائی ہے کہ مسلمان بھی دل کھول کر چندہ دیں ۔

اس کے بعد جلسہ کی اصل غرض و غایت یعنی ترک بھائیوں کے لئے چندہ جمع کرنے کا کام شروع ہوا ۔ جلسہ سے قبل بنت محبوب عالم اور بنت سید محمد شاہ نے گھر گھر جا کر تقریباً ۲۵۰ روپے جمع کئے تھے ۔ سب سے پہلے انہوں نے یہ رقم چندہ میں پیش کی ۔ جلسہ میں موجود جن خواتین نے چندہ دیا ان میں جلسہ کی صدر لیڈی شفیع ۲۵۵ روپے، بیگم جسٹس میاں شاہ دین ایک سو روپے، بنت محبوب عالم، ایڈیٹر "شریف بی بی" ایک سو روپے، بیگم بشیر علی خان سیکرٹری انجمن اسلامیہ پنجاب ایک سو روپے، بنت جسٹس شاہ دین پچاس روپے، بیگم میاں نظام الدین رئیس باغبانپورہ پچاس روپے، والدہ صاحبہ محمد اسلم از باغبانپورہ تیس روپے، بیگم شیخ احمد بخش بیرسٹرایٹ لاء

پچیس روپے، بیگم شیخ محمد یعقوب پچیس روپے، از خانہ عبدالغفور نائب تحصیلدار پندرہ روپے، خانہ شوق محمد پندرہ روپے، بیگم میاں نصیر الدین از سانده دس روپے، بیگم میاں عزیز الدین از موضع سانده دس روپے، خشوعہ صاحبہ ڈاکٹر فقیر علی دس روپے، بیگم ڈاکٹر یعقوب بیگ دس روپے، بیگم ملک محمد دین دس روپے، بیگم ڈاکٹر فقیر علی دس روپے، بیگم مولوی انشاء اللہ خان دس روپے، بیگم سید احمد شاہ دس روپے، بیگم ڈاکٹر غلام رسول گیارہ روپے، بیگم عبدالسلام نائب تحصیلدار گیارہ روپے، بیگم محمد حسن دس روپے، بیگم سید محمد شاہ دس روپے، بیگم شیخ امیر الدین دس روپے کے علاوہ اور بھی بہت سی خواتین شامل تھیں۔

اسی جلسہ میں بنت محمد شاہ نے اپنے گلو سے چار عدد طلائی بٹن اتار کر چندہ میں دیدیئے۔ اسکے اس ایثار کو دیکھتے ہوئے بہت سی خواتین نے اپنے زیورات اتار اتار کر چندہ میں دینے شروع کر دیئے جن خواتین نے اپنے زیورات چندہ میں دیئے ان میں بیگم منشی عبدالعزیز مینجر پیسہ اخبار ایک لونگ طلائی، والدہ محمد نصیر ہمایوں ایک عدد طلائی بالی، بیگم نظام الدین شیر فروش دو چھوٹی طلائی بالیاں، بیگم محبوب عالم ایک عدد طلائی انگوٹھی، بیگم عبداللطیف بی اے ایک عدد انگوٹھی، اور بیگم شیخ امیر الدین ایک عدد انگوٹھی شامل تھیں[۲۸]۔

انجمن خاتونان اسلام کے مذکورہ بالا جلسہ میں ایک نہایت ہی غریب اور محتاج عورت نے جو قسمیہ بیان کرتی تھی کہ اس ایک دوپٹے کے سوا اس کے پاس کوئی کپڑا سر ڈھانپنے کو نہیں ہے اپنے گھر کا دھلا ہوا میلا سا دوپٹہ چندہ میں دیدیا۔ دوپٹہ کے ساتھ اس نے ایک خط بھی پیش کیا جس میں لکھا تھا کہ میرے پاس اس دوپٹے کے سوا کچھ نہیں مگر میرا دل مدد کرنے کو چاہتا ہے آپ اسے قبول کرلیں صدر جلسہ لیڈی شفیع نے یہ دوپٹہ دو روپے میں خرید کر نیلام کیا اور بارہ روپے بولی لگنے کے بعد اسے اس خاتون کو لوٹا دیا۔

چندہ جمع کرنے کے دوران خواتین میں اس قدر جوش و خروش پایا جاتا تھا کہ چند غریب خواتین نے واپسی کا کرایہ بھی چندہ میں دیدیا اور خود پیدل چل کر گھروں کو واپس گئیں[۲۹]۔ اس جلسہ میں زیورات کے علاوہ ۱۳۳۱ روپے کی خطیر رقم جمع کی گئی۔ اس سلسلے میں ۱۶ نومبر ۱۹۱۲ء کو ایک

اور جلسہ بیگم میاں شاہ دین کی زیر صدارت منعقد ہوا۔اس جلسہ میں جو کہ برکت علی محمڈن ہال میں منعقد ہوا تقریباً تین چار سو کے قریب خواتین شریک ہوئیں ۔جلسہ میں بنت محمد شاہ نے اس انداز سے تقریر کی کہ بعض حاضرات رونے لگیں ۔بنت محبوب عالم نے اپنی سنہری جڑاؤ کی بالیاں معہ پتوں کے اتار کر میز پر رکھدیں ۔اس پر خواتین نے اپنے زیورات اتار کر چندہ میں دینے شروع کر دیئے ۔اس جلسہ میں نو سو روپے نقد اور زیورات ترکوں کی امداد کے لئے جمع ہوئے[۳۰]۔

یہ امر بالخصوص قابل ذکر ہے کہ انہی خواتین میں سے آگے چل کر فاطمہ بیگم (بنت محبوب عالم) اور مس محمد شفیع یعنی بیگم جہاں آرا شاہنواز نے تحریک آزادی میں مختلف انداز سے حصہ لیا۔

انیسویں صدی کے اواخر اور بیسویں صدی کے آغاز پر مسلمانوں نے جو انجمنیں قائم کیں انکے ذریعے اس دور کی مسلم سوچ کی بہترین عکاسی ہوتی ہے ۔یہ دور مخصوص وجوہ کی بنا پر برطانوی حکومت سے مکمل وفاداری کا دور تھا ۔ان انجمنوں پر مغربی تعلیم کے اثرات اور علی گڑھ تحریک کی گہری چھاپ نظر آتی ہے ۔دیگر مسلم انجمنوں کی مانند انجمن خاتونان اسلام بھی اظہار وفاداری میں کسی سے پیچھے نہیں تھی ۔اسکی ایک بنیادی وجہ تو یہ نظر آتی ہے کہ اس انجمن سے متعلق خواتین میں سے اکثریت کا تعلق جدید مغربی تعلیم یافتہ گھرانوں سے تھا جنکی برطانوی حکومت سے وفاداری مسلمہ ، مکمل اور غیر مشتبہ تھی ۔اس انجمن سے متعلق حاصل شدہ مواد کے مطالعہ سے کئی ایسی دلچسپ مثالیں پیش کی جا سکتی ہیں جن سے اس دور کی مسلم سیاست کی نہج کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے کہ برطانوی حکومت سے وفاداری کو کس طرح باقی تمام امور پر فوقیت دی جاتی تھی۔

دسمبر ۱۹۱۱ء میں جارج پنجم کی تاج پوشی کی تقریبات کے سلسلے میں انجمن نے بھی ایک تہنیتی جلسہ وکٹوریہ گرلز سکول لاہور میں ۱۱ دسمبر کو منعقد کیا۔اس جلسہ میں مسلم خواتین کے علاوہ پارسی اور ہندو خواتین بھی شریک ہوئیں ۔جلسہ میں لیڈی شفیع نے تاج پوشی و وفاداری سے متعلق ایک دلچسپ اور معنی خیز "تقریر" پڑھ کر سنائی ۔رسالہ شریف بی بی کی ایڈیٹر بنت محبوب عالم نے بھی اسی موضوع پر ایک مضمون پڑھا ۔ایس بی بنت سید محمد شاہ نے ایک نظم پڑھی جس کا مندرجہ ذیل شعر سب نے پسند کیا۔

جب تک جہاں میں بحر رہے اور بر رہے
اے شاہ سرنگوں ترے دشمن کا سر رہے

آخر میں یورپین خواتین نے "خدا بادشاہ کو سلامت رکھے" کا ترانہ باجے کے ساتھ سریلی آواز میں گایا جس میں بعض دیسی خواتین نے بھی ان کا ساتھ دیا۔ انجمن کی طرف سے علیا حضرت ملکہ معظمہ ہز ایکسی لینسی لیڈی ہارڈنگ (وائسرائے ہند) اور لیڈی ڈین (گورنر پنجاب کی اہلیہ) کی خدمت میں مبارک بادی اور وفاداری کے تار ارسال کئے گئے"[۳۱]۔

"وفاداری" کی اور مثال ملاحظہ ہو۔ ایڈورڈ ہفتم کے مرنے پر انجمن نے ایک تعزیتی جلسے کا اہتمام کیا جو ۸ مئی ۱۹۱۰ء کو شاہ منزل میں منعقد ہوا۔ صدر جلسہ لیڈی شفیع نے "پر رقت الفاظ" میں تقریر کی اور یہ قرارداد پیش کی کہ "ہم سب مستورات اپنے بادشاہ کے انتقال سے سخت رنجیدہ ہیں"۔ لیڈی عبدالقادر نے ایک اور قرارداد پیش کی جس میں کہا گیا کہ "شہنشاہ حضور جارج پنجم "قیصر ہند" کی عمر درازی اور اقبال مندی کی دعا کی جائے"۔ انجمن کی سیکرٹری بنت محمد شاہ نے "رقت آمیز آواز میں" ایک مرثیہ پڑھا۔ بنت محبوب عالم نے اپنے شہنشاہ کی وفات پر اظہار رنج کیا اور سلطنت انگلشیہ کے برکات اور حسن سلوک کا ذکر کرتے ہوئے شہنشاہ نو کی شان و شوکت کے لئے دعاء کی[۳۲]۔

انجمن خاتونان اسلام لاہور نے مسلم خواتین میں اسلامی شعور پیدا کرنے میں خاصی کامیابی حاصل کی۔ اس کے جلسوں کا بہت اثر ہوا اور بہت سی خواتین نے قرآن مجید ترجمہ کے ساتھ پڑھ لیا اور بعض نے عربی زبان میں اچھی خاصی استعداد حاصل کر لی۔ مسلم خواتین نے امور خانہ داری اور تہذیب و اخلاق کے لوازم پر توجہ دینی شروع کی اور اکثر خواتین نے تعلیم نسواں کے فروغ میں اہم کردار ادا کیا۔ انہی میں سے بہت سی خواتین نے آگے چل کر تحریک آزادی اور قیام پاکستان کے سلسلے میں بھرپور حصہ لیا۔

حوالہ جات

۱۔ لاہور میں ۱۹۰۷ء میں مولانا سید ممتاز علی کی بیوی محمدی بیگم نے انجمن تہذیب نسواں کے نام سے ایک انجمن قائم کی تھی۔ اس انجمن کی عہدے داروں میں بیگم میاں شاہ دین (صدر)، محمدی بیگم (سیکرٹری)، مس محمد عمر (اسسٹنٹ سیکرٹری)، اور بیگم میاں محمد شفیع (خزانچی) شامل تھیں۔ انجمن کا افتتاحی جلسہ وکٹوریہ گرلز سکول میں مس بوس سپرنٹنڈنٹ سکول کی زیر صدارت منعقد ہوا تھا (تفصیل کے لئے دیکھیے روزنامہ پیسہ اخبار، ۱۵ نومبر ۱۹۰۷ء، ص ۸) محمدی بیگم نے ایک اور انجمن بنام انجمن خاتونان ہمدرد بھی قائم کی تھی جس کا مقصد مسلمان بیوہ عورتوں اور یتیم بچوں کی امداد کرنا تھا۔ محمدی بیگم اس انجمن کی بانی سیکرٹری تھیں۔ انکی وفات کے بعد بیگم یعقوب کو سیکرٹری منتخب کیا گیا تھا۔ انہوں نے انجمن کو ترقی دینے کے لئے نہایت جانفشانی سے کام کیا اور اس فنڈ میں اپریل ۱۹۰۹ء تک سولہ سترہ روپے جمع کر لئے پیسہ اخبار، ۱۵ اپریل ۱۹۰۹ء، ص ۴۔

۲۔ سعیدہ بانو اس دور کے رواج کے مطابق اپنے اصل نام کی بجائے اس کا مخفف یعنی ایس بی استعمال کیا کرتی تھیں۔

۳۔ ایضاً، ۲۵ مارچ ۱۹۰۹ء، ص ۴۔

۴۔ ایضاً، ۱۲ اپریل ۱۹۰۹ء، ص ۸۔

۵۔ ایضاً، ۱۲ جون ۱۹۰۹ء، ص ۸۔

۶۔ ایضاً، ۱۱ اگست ۱۹۰۹ء، ص ۴۔

۷۔ ایضاً، ۱۰ اپریل ۱۹۰۹ء، ص ۸۔

۸۔ ایضاً، ۱۲ جون ۱۹۰۹ء، ص ۸۔

۹۔ ایضاً، ۱۱ اگست ۱۹۰۹ء، ص ۴۔

۱۰۔ ایضاً، ص ۴۔

۱۱۔ ایضاً، ۲۶ اگست ۱۹۰۹ء، ص ۴۔

۱۲۔ ایضاً، ص ۴۔

۱۳۔ ایضاً، ۱۱ اگست ۱۹۰۹ء، ص ۴۔

۱۴۔ ایضاً۔

۱۵۔ ایضاً، ۲۰ اگست ۱۹۰۹ء، ص ۴۔۵۔

۱۶۔ ایضاً۔

۱۷۔ ایضاً، ۲۰ اگست ۱۹۰۹ء، ص ۵۔

۱۸۔ ایضاً، ۱۳ ستمبر ۱۹۰۹ء، ص ۵۔

۱۹۔ ایضاً، ۱۲ مارچ ۱۹۱۳ء، ص ۲۔

۲۰۔ ایضاً۔

۲۱۔ ایضاً، ۱۲ مارچ ۱۹۱۳ء، ص ۲۔

۲۲۔ ایضاً، ۲۵ فروری ۱۹۱۰ء، ص ۸۔

۲۳۔ ایضاً، ۱۱ مئی ۱۹۱۱ء، ص ۸۔

۲۴۔ ایضاً، ۲۰ ستمبر ۱۹۰۹ء، ص ۴۔

۲۵۔ ایضاً، ۲۷ اگست ۱۹۰۹ء، ص ۴۔

۲۶۔ ایضاً، ۲۰ اگست ۱۹۰۹ء، ص ۴۔

۲۷۔ ایضاً، ۱۱ نومبر ۱۹۱۲ء، ص ۱۱۔

۲۸۔ ایضاً، ۱۰ نومبر ۱۹۱۲ء، ص ۸۔

۲۹۔ ایضاً، ۱۱ نومبر ۱۹۱۲ء، ص ۱۱۔

۳۰۔ ایضاً، ۱۹ نومبر ۱۹۱۲ء، ص ۸۔

۳۱۔ ایضاً، ۱۲ دسمبر ۱۹۱۱ء، ص ۱۰۔

۳۲۔ ایضاً، ۱۴ مئی ۱۹۱۰ء، ص ۸۔